ڈاکٹر عبدالوا. تبسم
اسسٹنٹ پ فیسر شعبہ* پ کستانی ژ. 3
علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام* . د

ولی دکنی کی غزل کا تہذR اور فکری پس منظر

Wali Dhanki is one of the renown classical poets of Urdu Ghazal. There are many contradictions about his name, place and date of birth however it is understood that due to him Urdu Ghazal got its importance .His Ghazal is the blend of Persian and Hindi culture, civilization and language. This article is the critical analysis of such cultural and traditional impacts on his Ghazal and also the evolution of thought.

محمد قلی قطب شاہ نے اردو غزل کی جس روا$ کی طرح ڈالی اس کی کامل ¨ین صورت ولی دکنی کی غزل ہے۔ ولی کے* م* ریخ ولادت اور جائے پیدائش سے متعلق کئی تضادات* پ ئے جاتے ہیں(۱) اور اس کے حالات بہت حد- پ دہ اخفا میں ہیں۔ بہر حال اس کی * ریخ پیدائش کوئی سی ہو، اس کی جائے ولادت اور- * . دہ* ی کہ احمد* . دیہ* . ت اظہر من الشّمس ہے کہ اس کی+ و) اردو غزل جس مقام و مرتبے کی حامل ہوئی وہ اس سے پہلے نہ تھی۔ ولی- پہنچتے پہنچتے اردو شاعری تین صدیوں کا سفر طے کر چکی تھی اور اس پ کئی ر- اپنا* جما چکے تھے۔ اولین سطح پ ہندی اساطیر، ژ. ن اور مزاج نے اس میں ر- آمیزی کی اور اس کا سلسلہ ہندوستان کی زمین سے جوڑے رکھا۔ اس کے بعد فارسی روا$ اس میں داخل ہونے لگی اور اردو شاعری اس کے حصار میں جکڑنی شروع ہوئی۔ ہندی اور فارسی کے* ل میل سے اردو شاعری کی جو فضا بنی اس کا مقامِ اتصال ولی کی شاعری ہے۔ بقول محمد حسین آزاد" ا- ژ. ن کو دوسری ژ. ن سے ایسا بے معلوم جوڑ لگا* ی ہے کہ آج -- زمانے نے کئی پلٹے کھائے ہیں 1 پ* میں جنبش نہیں آئی۔"(۲) ولی کے د7 ی ب حالات * گی سے یہ مترشح ہو* ہے کہ وہ سیا # کا شوق ر r تھا اور اس نے ۱۷۰۰ء میں اپنے گہرے دو & سید ابوالمعانی کی معیت میں دہلی کا سفر بھی کیا تھا۔ اپنے چند ماہ کے قیام کے دوران میں اس نے فارسی کے مشہور شاعر اور . رگ سعد اللہ گلشن سے 5 قات کی اور اس کے حلقۂ ارادت میں بھی شامل ہو H ی۔ انھوں نے ولی کے کلام کو g کے بعد مشورہ* ی کہ: "ایں ہمہ مضامین فارسی کہ بیکار افتادہ* ، در ریختۂ خود بہ کار ببراز تو کہ محاسبہ خواہد گ فت"(۳)

ولی نے سعد اللہ گلشن کے اس مشورے پ عمل کیا اور اردو شاعری کی ژ. ن جواب-- دکنی کے زی ا* چلی آ رہی تھی کو ر- فارسی سے ہم آہنگ کر* ی۔ ولی کا کا* مہ یہ ہے کہ اس نے دکنی کی شعری روا$ کو شمالی ہند کی ژ. ن سے جوڑ* ی۔ اس امتزاج کی+ و) اردو غزل کا وہ ر- سامنے* ی کہ جو جنوب اور شمال دونوں میں قابل قبول ٹھہرا۔ ولی نے فارسی مرکبات اور افعال کے اردو ¨ جمے کیے فارسی کے اسا* ہ کے کلام کے طرز پ اردو میں غزلیں کہیں اور ان کے اشعار اور مصرعوں کے ¨ اجم کو بھی اپنی غزلوں کا حصہ بنا* ی 1 اس کی غزل محض فارسی ہی کے ا* ات کا نتیجہ نہیں بقول نور الحسن ہاشمی:

"غزل کی ہیئت میں انھوں (ولی) نے دکنی روا$ سے نہ یکسر اZ اف کیا نہ بغاوت کی۔ انھوں نے دکنی

از کے اُن عناصر کو جو۔ قرارر p کے لائق تھے قائم رکھا لیکن انھوں نے اس میں اپنے زہ اور منفرد
اسلوب سے اے۔ ۔ رَبَ- وآہنگ ضرور پیدا کرتے ۔کبھی تو وہ اپنا کلام دانستہ طور پر اسی # انپ پیش کرتے
تھے جو قدیم غزل گوشعراء فیروز، خیالی، محمود حسن شوقی، قلی قطب شاہ اور شاہی کے نمونے کا تھا البتہ اس
میں ان فارسی ردیت کو بھی ملحوظ ر p تھے جو اس زمانے میں دکن اور شمالی ہند دونوں جگہ مقبول تھیں۔"(۴)

اس اقتباس کو مدّ Ā ر p ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ ولی کی غزل قدیم رَبَ- سخن کو۔ قرارر p ہوئے ۔ رَبَ- سے ہم کنار تھی۔ ولی کی غزل کا قدیم رَبَ- ہندی آمیز ہے۔ انھوں نے اپنی غزل میں ہندو دیومالا سے رَبَ- بھرا ہے اور اس ضمن میں شیو، کرشن اور ان کی گوپیاں، رام لچھمن، ارجن اور جودھا کو اپنے کلام میں ہے۔ وہ وں اور شاستروں کا ذکر بھی کرتے ہیں اور اپنی غزل میں کاشی، ہردوار اور صورت کا ذکر کر کے ہندستا M کو بھی داخل کرتے ہیں۔ ہندوستانی موسیقی کے سازوں اور راگوں میں نسری، طنبورہ، جھانجھ ل، منڈل، رام کلی، ..ô س ان کی غزل میں اظہار تے ہیں۔ ہندوستانی زیورات میں بچھوا، چوڑی، ٹیکا، ہنسلی، پھولوں میں چمپا اور کنول کے علاوہ پن، دڑ وَں میں، گنگا اور جمنا قابل ذکر ہیں مثلاً:

اے زہرہ جبیں کشن ۔ے مکھ کی کلی دیکھ
گا ہے ہر اک صبح میں اٹھ رام کلی کوں (کلیات ولی،ص ۱۹۴)

مرا دل اشک ہو پہنچا ہے کوچے میں سر Y کے
H کعبے میں یہ کشتی سوار آہستہ آہستہ (ایضاً،ص ۲۶۵)

رات دن انجھواں میں اپنے شاستر ہے۔
اے ۔ ہمن دیکھ تجھ کوں بید خواں مجنوں ہوا (ایضاً،ص ۱۰۷)

دیکھے سوں تجھ لباں کے اِ رَبَ- *پن آج
ہوئے ہیں لالہ رخاں کے پان آج (ایضاً،ص ۱۲۸)

گنگا رواں کیا ہوں اپس کے 2 ستی
آ اے صنم شتاب ہے روز نہان آج (ایضاً،ص ۱۲۹)

جو دھا جگت کے کیوں نہ ڈریں تجھ سوں اے صنم
کش میں تجھ 2 کے ہیں ارجن کے *ن آج (ایضاً،ص ۱۳۰)

زلف ی ہے موج جمنا کی
تل ک اس کے جیوں سناسی ہے (ایضاً،ص ۲۹۱)

ہمن تجھ مکھ کوں دیکھا *پس ہندو زلف کے
زلف کے *راں جینؤ کر کے سمجھا ہمن (ایضاً،ص۱۷۹)

ہندی دیو مالا کے ساتھ ساتھ وؔلی کے ہاں محبوب کا تصور بھی ہندی شاعری کی روا$ کے زیر اثر ہے۔ان کی بعض غزلوں میں اظہار عشق عورت سے مرد کی طرف ہے۔ ولی نے اس محبوب کو پی، پیا، پیو، پیتم، ساجن، سری جن، سندر اور موہن جیسے نام دیے ہیں نمونے کے طور پر یہاں چند اشعار درج کیے جاتے ہیں:

پت کی کنتھا جو پہنے اسے گھر *ر کیا
ہوئی جوگن جو کئی پی کی اسے سنسار کیا (ایضاً،ص۱۱۰)

& ں . # تلک مجھ سوں نہ بولیں گی ولی آ کر
مجھے $ لگ کسی سوں *ت ہور گفتار کیا (ایضاً،ص۱۱۱)

ہندی شاعری کی روا$ کے زیر اثر قدیم اردو غزل میں محبوب کا سراپا بیان کرنے کا رجحان عام طور پر پایا جاتا ہے۔ولی نے بھی اس روا$ کا اثر قبول کرتے ہوئے ایک جیتی جاگتی عورت کی تصویر کشی اپنی غزلوں میں کی ہے۔ولی کی یہ مرقع نگاری دل نشیں بھی ہے اور جاذب Ã بھی 1 اس میں ولی سے قبل کے غزل گوؤں، شاہی ¾ تی اور ہاشمی کی طرح ابتذال یا سوقیانہ پن نہیں بلکہ ولی نے اپنی وضع داری کا خیال رکھا ہے اور اس نازک مرحلے سے بھی آسانی سے گزر گئے ہیں۔مثلاً:

تجھ چال کی قیمت سوں نہیں دل ہے مرا واقف
اے مان بھری چنچل ٹک بھاؤ بتاتی جا
اس رات # ھاری میں مت بھول پڑوں تجھ سوں
ٹک *پاؤں کے جھانجھر کی جھنکار سناتی جا
تجھ مکھ کی پرستش میں گئی عمر مری ساری
اے $ کی پجن ہاری ٹک اس کوں پجاتی جا
تجھ عشق میں جل جل کر & تن کوں کیا کاجل
یہ روشنی افزا ہے انکھیاں کوں لگاتی جا (ایضاً،ص۷۹)

ولی کی یہ غزل ان کے قدیم رنگ سخن کی نمائندہ ہونے کے ساتھ ساتھ بات کا رنگ بھی لیے ہوئے ہے جو اسے اپنے عہد کے دV غزل گوؤں سے ممتاز کرتا ہے۔

ولی: اکو حُسنِ مطلق سمجھتے ہوئے عشق مجازی کو اس تک رسائی کا پہلا زینہ قرار دیتے ہیں۔ ہندوستان میں مسلمان صوفیہ کا سابقہ & سے پہلے بھگتی سادھوؤں سے ہوا تھا جو وحدت الوجود کے علاوہ مذکورہ Ã یے کے قائل تھے۔مسلمان صوفیہ نے ان کے اثرات کے تحت آزادانہ طور پر اسے قبول کیا تھا۔ولی کی شاعری سے بہت پہلے یہ دکنی شاعری میں فکری طور پر داخل ہو چکا تھا۔ولی کی شہرت کا L بھی یہی عنصر تھا کہ . # دہلی اور دکن میں صوفیہ کی محفلوں میں قوالوں نے اس کی غزلیں گا N تو ان کی بہت تحسین ہوئی۔ولی کے حسن

وعشق کے معا5ت کچھ اسی طرح بیان ہوئے ہیں:

شغل بہتر ہے عشق *.زی کا
کیا حقیقی و کیا مجازی کا (ایضاً،ص۹۴)

7ِ ہوں .# سوں یو نکتہ ولی شیریں سخن 6
لکیا ہے $ سوں شیوہ جی کوں میرے عشق*.زی کا (ایضاً،ص۹۵)

اس د* کو واہمہ، خیال اور اس کی حقیقت سے انحراف کا پہلو مسلمان صوفیہ کے زیِ اردو شاعری میں مختلف حوالوں سے اظہار* رہا ہے۔ اللہ تعالی کو قائم و دائم اور محیط کل جاننا اور کائنات کو اس کا عکس قرار دینا دنیوی ز+ گی کو فر$ ، دھوکا اور بے ثبات جاننا اردو غزل کی کلاQ روا$ کا لازمی% ہے۔ مسلمان صوفیہ کے افکار اور اپنشدوں میں کچھ اسی طرح کی مماثلیں Ā آتی ہیں۔ ولیؔ ک علائق کو لذت بخش اور د* وی ز+ گی کو وہم و خیال جا{ ہے۔ چند مثالیں 5 حظہ ہوں:

یو *.ت عارفاں کی سنو دل سوں سالکاں
د* کی ز+ گی ہے یو وہم و خیال محض (ایضاً،ص۱۵۴)

دل کو اُ مرتبہ ہو درپن کا
مفت ہے دیکھنا سرY کا (ایضاً،ص۹۰)

ولی نے اپنی غزل میں ہندی فضا پیدا کرنے کے لیے، ہندی تلمیحات، تشبیہات، استعارات اور ہندوستانی ‰ت سے بھی کام لیا ہے:

،"ی زلفاں کے حلقے میں اُہے یوں نقش رخِ روشن
کہ جسے ہند کے بھیتر لگیں دیوے دوالی میں (ایضاً،ص۲۰۳)

ہوا ہے رشک چنپے کی کلی سوں
Ā کر تجھ قبائے صندلی کوں (ایضاً،ص۱۹۴)

ولی کی غزل کی ز.ں دV دکنی شعرا سے مختلف ہے۔ اس میں ہندی عناصر بھی ہیں اور فارسی بھی، کہیں یہ ا- دوسرے سے الگ الگ Ā آتے ہیں اور کہیں ان کی یکجائی سے ا- ایسی ز.ن وجود میں آئی ہے جس نے ولی کی غزل کو اĐ اد$ بخشی ہے۔ ہندی فارسی " اکیب میں شکر بچن، دلبر شیریں بچن، خاکِ%ن، گگن، مثلِ درپن اور سیل انجھو اور ہندی الفاظ میں + ھکار، اگن، آہار، ہ، بھوجن، بسر*، بیراگ، جیو، جل، جوت، جتن، جگ، جگت، درس، درشن، درپن، رین اور مدھران کی غزل میں بکثرت استعمال ہوئے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ تفصیل کے لیے دیکھئے، ولی، نورالحسن ہاشمی، دہلی ساہتیہ اکادمی، طبع اول ۱۹۹۰،
۲۔ محمد حسین آزاد، آب حیات، لاہور، سنگ میل X Å ۲۰۰۰ ص۷۶
۳۔ میر تقی میر، نکات الشعرا، مر$ ڈاکٹر عبادت.W ی، لاہور، ادارۂ ادب و تنقید ۱۹۸۰،ص ۹۱
۴۔ نورالحسن ہاشمی، وَلی، ص۱۸